از: کامران شاہ
18 May,2009

مزارات گرانے والوں کی تاریخ

جنت البقیع

جہاں اِمام حسن بن علیؑ، اِمام علی بن الحسینؓ، اِمام محمد بن علی اور اِمام جعفر بن محمد مدفون ہیں

21 اپریل 1925 (۸ شوال ۱۳۴۵ھ) کو شاہ ابن سعود نے جنت البقیع میں موجود مزارات مسمار کیے۔

اسی سال (1925) میں اُس نے جنت المعلیٰ میں بھی، جہاں حضور ﷺ کی والدہ، زوجہ، دادا اور دوسرے اجداد مدفون ہیں، بہت سی مقدس شخصیات کے مزارات مسمار کر دیئے۔

سعودیوں کا مقدس مزارات کو منہدم کرنے کا عمل آج بھی جاری ہے۔ کچھ علماء کا خیال ہے کہ حجاز میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کے پیچھے یہ مقصد کارفرما ہے کہ مسلمانوں کے تاریخی آثار اور ورثے کو منظم طریقے سے ختم کر دیا جائے تاکہ آنے والے دنوں میں مسلمانوں کو اپنی مذہبی تاریخ میں کوئی وابستگی نہ رہے۔

البقیع کا ماخذ

البقیع کا لغوی مطلب درختوں کا باغ ہے۔ اسے اس کے تقدس کی وجہ سے جنت البقیع کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں حضور ﷺ کے بہت سے رشتہ دار اور صحابہ مدفون ہیں۔ حضرت عثمان بن مدھونؓ پہلے مدفون صحابی ہیں جو ۳ شعبان سنہ ۳ ہجری میں فوت ہوئے۔ حضور ﷺ نے یہاں درمیان میں چند درخت گرانے کا حکم فرمایا اور اپنے پیارے صحابی کو یہاں دفن کر کے اُنکی قبر پر دو پتھر رکھ دیئے۔ آنے والے سالوں میں جب حضور ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم، جو شیر خوارگی کی عمر میں ہی فوت ہوئے اور حضور ﷺ جن کی وفات پر روئے بھی، اُنکو بھی یہیں دفن کیا گیا۔ اُس کے بعد مدینہ والوں نے اس جگہ کو قبرستان کے طور پر استعمال کرنا شروع کر دیا کیونکہ حضور ﷺ نے یہ کہہ کر بشارت فرمائی ”اے ایمان والو جو یہاں مقیم ہو، انشاءاللہ ہم بہت جلد تمھارے ساتھ آملیں گے۔ اے اللہ! البقیع والوں کو بخش دے“۔

قبرستان کی جگہ بتدریج بڑھائی جاتی رہی۔ تقریباً سات ہزار صحابہ کرام کو یہاں دفن کیا گیا۔ اہلِ بیت میں سے امام حسن، امام علی باقر، امام محمد اور امام جعفر صادق کو یہاں مدفون ہیں۔ حضور ﷺ کے دوسرے رشتہ داروں

میں سے آپ ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ، حضرت عاطقہؓ اور حضرت فاطمہ بنت الاسد جوکہ امام علیؑ کی والدہ ہیں یہاں مدفون ہیں۔ تیسرے خلیفہ حضرت عثمانؓ کو بقیع کے باہر دفن کیا گیا مگر جب بعد میں قبرستان کو وسعت دی گئی تو آپ کا مزار بھی اس میں شامل ہوگیا۔ بعد کے سالوں میں عظیم علماء کرام مثلاً مالک بن اَنسؒ کو بھی یہاں دفن کیا گیا۔ اس طرح البقیع تمام مسلمانوں میں تاریخی اہمیت اختیار کرگئی۔

البقیع مورّخوں کی نظر میں

عمر بن جبیر جنہوں نے مدینہ کا سفر کیا لکھتے ہیں" البقیع مدینہ کے مشرق کی طرف واقع ہے۔ جونہی اس کے دروازے البقیع سے اندر داخل ہوں تو سب سے پہلے دائیں ہاتھ پر جو قبر نظر آتی ہے وہ حضرت صفیہؓ کی ہے اور سامنے حضرت مالک بن اَنسؒ جو مدینہ کے امام تھے انکی قبر ہے جس پر ایک چھوٹا سا گنبد بنا ہوا ہے۔ اس کے سامنے ہی حضرت ابراہیم جو حضور ﷺ کے صاجزادے تھے اُنکا مزار ہے جس پر سفید گنبد بنا ہوا ہے۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ کے بیٹے عبدالرحمٰن جن کو حضرت عمرؓ نے مرنے کے باوجود سزا پوری کی تھی اُنکی قبر ہے۔ اس کے سامنے عقیل بن ابی طالبؓ اور عبداللہ بن جعفر طیارؓ کی قبریں ہیں۔ ان قبروں کے سامنے امہات مومنین کی قبروں پر مشتمل ایک مزار ہے۔ اس کے بعد حضور کے چچا حضرت عباس کا مزار ہے۔

حضرت امام حسن بن علیؑ کا مزار دروازے کے دائیں جانب حضرت عباس کے مزار کے پاؤں کی طرف ہے جس پر ایک گنبد بنا ہوا ہے اور دونوں مقبرے سطح زمین سے بلند کئے گئے ہیں۔ دونوں مقبروں کی دیواروں پر پیلے رنگ کی تختیاں ستارے کی شکل کی خوبصورت میخوں سے نصب کی گئی ہیں۔ حضور ﷺ کے صاجزادے حضرت ابراہیم کے مزار کو بھی اسی طرح مزین کیا گیا ہے۔

حضرت عباسؓ کے مزار کے پیچھے 'بیت الاحزان' ہے جہاں حضرت فاطمہؓ نے حضور ﷺ کی وفات کے بعد سوگواری میں اپنا وقت گزارا۔ البقیع کے آخری کنارے پر حضرت عثمانؓ کا مزار ہے جس پر ایک چھوٹا سا گنبد بنا ہوا ہے اور اس کے بعد حضرت علیؑ کرم اللہ وجہ کی والدہ محترمہ کا مزار ہے"

ڈیڑھ سو سال کے بعد ابنِ بطوطہ نے بھی اسی طرح سے بیان کیا۔ اُس نے یہ اضافہ کیا" البقیع میں بہت سے مہاجرین اور انصار کی قبریں ہیں جن کے نام معلوم نہیں ہیں"۔

چنانچہ، البقیع صدیوں تک ایک مقدس جگہ رہی جس کی تزئین و آرائش بھی ہوتی رہی تاوقتیکہ وھابیون نے انیسویں صدی میں قوت پکڑی اور صحابہ اور شہداء کے مزارات کی بے حرمتی کی۔ جن مسلمانوں نے اُن سے اختلاف کیا اُنھیں مشرک قرار دیا اور قتل کردیا۔

البقیع کا پہلی مرتبہ مسمار کیا جانا

وھابیون کا یہ عقیدہ تھا کہ پیغمبروں، اماموں اور اولیاء اللہ کے مزارات پر جانا شرک اور غیر اسلامی ہے۔ جن لوگوں نے اس بات سے اتفاق نہ کیا ان کو قتل کردیا گیا اور ان کی جائیدادیں ضبط کرلی گئیں۔ **وھابیون کے عراق پر پہلے حملے کے بعد سے آج تک عرب حکمران اس قتلِ عام کو جاری رکھے ہوئے ہیں جس سے کوئی بھی مسلمان جس نے ان سے اختلاف کیا محفوظ نہیں رہا۔** واضح طور پر باقی اسلامی دنیا ان مزارات کو بے حد احترام سے دیکھتی ہے۔

سال 1205 ہجری سے 1217 ہجری تک وھابیون نے حجاز پر قبضہ کرنے کی سرتوڑ کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ آخر کار اُنھوں نے 1217 ہجری میں طائف فتح کیا اور معصوم مسلمانوں کا خون بہایا۔ 1218 ہجری میں وہ مکہ میں داخل ہوئے اور تمام مقدس مقامات اور مزارات کو مسمار کردیا حتیٰ کہ چاہ زم زم کے اوپر چھجے کو بھی گرادیا۔

1221 ہجری (تقریباً سنہ 1801 عیسوی) میں وہابی مدینہ میں داخل ہوئے اور البقیع میں تمام مزارات اور جو مساجد اُن کے راستہ میں آئیں اُن کے بے حرمتی کی۔ اُنھوں نے حضور ﷺ کے روضہ کو بھی گرانے کی کوشش کی مگر پھر کسی وجہ سے یہ منصوبہ ترک کردیا گیا۔ آنے والے سالوں میں عراق، شام اور مصر سے آنے والے مسلمانوں پر مکہ میں داخل ہونے پر پابندی عائد کردی گئی۔ **شاہ السعود نے حج پر آنے والے مسلمانوں پر یہ شرط عائد کردی کہ وہ وہابی اِزم کو قبول کریں ورنہ انھیں غیر مسلم تصور کیا جائے گا اور غیر مسلم حرم میں داخل نہیں ہوسکتا۔**

البقیع کو منہدم کردیا گیا اور کسی قبر پر کوئی گنبد یا نشان باقی نہ رہنے دیا گیا۔ لیکن سعودی اس پر بھی مطمئن نہ ہوئے۔ شاہ سعود نے روضہ رسول ﷺ کے تین خدام کو حکم دیا کہ اُسے وہ کمرہ دکھایا جائے جہاں قیمتی تحائف رکھے جاتے تھے۔ وھابیون نے سارا خزانہ اپنے ذاتی استعمال کے لئے لوٹ لیا۔

ہزاروں مسلمان اپنی جانیں بچانے کے لئے اور وھابیون کے دباؤ سے بچنے کے لئے مکہ اور مدینہ سے بھاگے۔ تمام عالم اسلام نے سعودیوں کی اس سفاکی کی مذمت کی اور سلطنت عثمانیہ کے خلیفہ سے مزارات کو مکمل تباہی سے بچانے کی درخواست کی۔ تب محمد علی باشا نے حجاز پر حملہ کیا اور عرب قبائل کے ساتھ مل کر السعود قبیلے کو شکست دی اور مکہ اور مدینہ میں

امن وامان بحال کیا۔ تمام عالم اسلام نے اس فتح کا زورشور سے جشن منایا۔مصر میں یہ جشن پانچ روز تک جاری رہا۔بلاشبہ یہ اس لئے تھا کہ مسلمانوں کودوبارہ حج کی اجازت مل گئی تھی اور مقدس مقامات کو بحال کر دیا گیا تھا۔

1818 عیسوی میں عثمانی خلیفہ عبدالمجید اوراُس کے جانشین عبدالحمید اور محمد نے تمام مقدس مقامات کو بحال کیا اوردوبارہ تعمیر کرایا۔ 1848 اور 1860 عیسوی میں دوبارہ تزئین وآرائش کی گئی جس پر تقریباً سات لاکھ پاؤنڈ خرچ ہوئے اوراس رقم کا زیادہ حصہ روضہ رسول ﷺ پر عطیات سے حاصل ہوا۔

البقیع کا دوسری مرتبہ مسمار کیا جانا

سلطنت عثمانیہ نے مکہ اور مدینہ کی شان وشوکت کو اسلامی طرز تعمیر عمارات سے مزید بڑھایا۔ رچرڈ برٹن، جس نے افغان مسلمان کے بھیس میں عبداللہ کے فرضی نام سے 1853 عیسوی میں اِن مقدس مزارات کا سفر کیا، کہتا ہے کہ مدینہ میں 55 مساجد اور مزارات تھے۔اسی طرح ایک اور مہم جو انگریز، جس نے 78-1877 کے دوران مدینہ کا سفر کیا، اسے استنبول سے مماثلت رکھنے والا ایک چھوٹا سا خوبصورت شہر قرار دیا۔اُس نے اس کے سفید دیواروں، سنہرے میناروں اور سرسبز میدانوں کے بارے میں لکھا ہے۔

مسلمانوں کا قتلِ عام:

1924 عیسوی میں وہابی دوسری بار حجاز میں داخل ہوئے اور قتل وغارت اور لوٹ مار کا بازار گرم کیا۔لوگوں کو گلیوں اور بازاروں میں قتل کیا گیا۔گھروں کو منہدم کر دیا گیا۔عورتوں اور بچوں تک کو نہیں بخشا گیا۔

عون بن ہاشم (شریفِ مکہ) لکھتا ہے ”میرے سامنے وادی لاشوں سے اَٹی ہوئی نظر آتی تھی اور ہر جگہ پر خشک خون کے نشان تھے۔بمشکل کوئی ایسا درخت ہوگا جس کی جڑوں میں ایک یا دو لاشیں نہ پڑی ہوں“۔

1925 عیسوی میں جب مدینہ مکمل طور پر وہابیوں نے فتح کر لیا تو تمام ثقافتی ورثہ تباہ کر دیا۔جو واحد مزار بچا وہ حضور اکرم ﷺ کا روضہءِ مبارک تھا۔ ابنِ جبھان کہتا ہے ”ہم جانتے ہیں کہ یہ گنبد جو تُربتِ رسول پر کھڑا ہے ہمارے اصولوں کے خلاف ہے اور مسجد میں ان کی تُربت کا ہونا ایک سنگین جرم ہے۔

اُحد پہاڑی پر حضرت حمزہ اور دوسرے شہداء کے مزارات گرادیئے گئے۔ نبی اکرم ﷺ کی مسجد پر بمباری کر دی گئی۔مسلمانوں کے احتجاج پر ابنِ سعود نے یقین دہانی کرائی کہ اس کو دوبارہ تعمیر کر دیا جائے گا مگر یہ وعدہ کبھی پورا نہ کیا گیا۔یہ وعدہ بھی کیا گیا کہ حجاز پر کثیر القومی حکومت قائم کی جائیگی جو بعد میں ترک کر دیا گیا۔

1925 عیسوی میں جنت المعلیٰ، مکہ کے مقدس قبرستان، کو بھی تباہ کر دیا گیا جس میں وہ مکان بھی شامل تھا جس میں

حضور ﷺ کی پیدائش مبارک ہوئی تھی۔ اُس دن سے آج تک ہر دن مسلمانوں کے لئے سوگ کا دِن ہے۔

کیا یہ عجیب بات نہیں ہے کہ وہابی مزارات اور مقدس زیارات کو تو قابلِ نفرت سمجھتے ہیں جبکہ سعودی بادشاہوں کی باقیات کی حفاظت پر کئی ملین ڈالر خرچ کرتے ہیں۔

ھندوستانی مسلمانوں کا احتجاج

1926 عیسوی میں دنیا بھر میں صدمے کے مارے مسلمانوں نے احتجاجی اجتماعات کئے، قرادادیں پاس کیں اور وہابیوں کے **مندرجہ ذیل جرائم** کے خلاف بیانات جاری کئے:

1۔**مقدس مقامات کی بے حرمتی اور تباہی**، جن میں حضور ﷺ کی جائے پیدائش، مکہ میں بنو ہاشم کے مزارات اور مدینہ میں جنت البقیع شامل ہیں، مسلمانوں کو مزاروں کی زیارت اور وہاں فاتحہ پڑھنے سے روکنا۔

2۔**عبادت گاہوں کی تباہی** مثلاً مسجد حمزہ، مسجد ابو رشید، اماموں اور صحابہ کے مزارات کو منہدم کرنا۔

3۔**حج کی رسوام ادا کرنے سے روکنا۔**

4۔**مسلمانوں کو وہابیوں کی بدعتوں پر عمل کرنے اور اپنے طور طریقے ترک کرنے پر مجبور کرنا۔**

5۔**طائف، مدینہ، احساء اور قطیف میں سیّدوں کا قتلِ عام کرنا۔**

6۔**البقیع میں اماموں کے مزارات کو مسمار کرنا** جس پر اہلِ تشیع نے شدید غم وغصہ کا اظہار کیا۔

دوسرے ممالک کے مسلمانوں کا احتجاج

ایران، اعرق، مصر، انڈونیشیا اور ترکی نے بھی اسی طرح احتجاج کیا۔ سب نے وہابیوں کے اس وحشیانہ اقدام کی شدید مذمت کی۔ کئی علماء نے مضامین اور کتابیں لوگوں کو یہ حقیقت بتانے کے لئے لکھیں کہ جو کچھ حجاز میں ہوا وہ دراصل اسلام کے خلاف **یہودیوں کی سازش تھی جو اُنھوں نے توحید کی آڑ میں کی**۔ منصوبہ یہ تھا کہ منظّم طریقے سے مسلمانوں کے اسلامی اور ثقافتی ورثہ کو نابود کر دیا جائے تا کہ بعد میں آنے والے دنوں میں مسلمانوں کو اپنی مذہبی تاریخ سے کوئی وابستگی نہ رہے۔

مسمار کئے گئے مقبرے و مقامات

۱۔حضرت خدیجہ ۲۔حضرت آمنہ بنت وہاب ۳۔حضرت ابوطالب ۴۔حضرت عبدالمطلب

۵۔حضرت حوا ۶۔حضرت عبداللہ حضورﷺ کے والد ۷۔حضرت فاطمہ ۸۔ مسجد حضرت سلمان فارسی

۹۔مسجد رجعت الشمّس ۱۰۔مدینہ میں حضور کا مکان ۱۱۔مدینہ میں امام جعفر کا مکان ۱۲۔حضرت فاطمہ کا مکان

۱۳۔مدینہ میں محلّہ بنو ہاشم ۱۴۔حضرت علیؑ کا مکان جہاں امام حسنؑ و امام حسینؑ پیدا ہوئے ۱۵۔حضرت حمزہ کا مکان

(حوالہ: ویب سائٹ http://www.al-islam1.org/shrines/baqi.htm جہاں یہ انگریزی زبان میں دستیاب ہے)

مفتی احمد یار خان نعیمیؒ لکھتے ہیں:

''بارھویں صدی میں نجد سے محمد ابن عبدالوہاب پیدا ہوا۔اس نے کیا کیا۔اہل حرمین و دیگر مسلمانوں پر ظلم کئے۔اس کی داستان تو سیف الجبار اور بوارق محمد یہ علیٰ ارغامات النجدیہ وغیرہ کتب تواریخ میں دیکھو۔ان کے کچھ ظلم **علامہ شامی** نے اپنی کتاب ردالمختار جلد سوم باب البغات کے شروع میں اس طرح بیان فرمائے ہیں:

'جیسا کہ ہمارے زمانہ میں عبدالوہاب کے ماننے والوں کا واقعہ ہوا کہ یہ لوگ نجد سے نکلے اور مکہ و مدینہ شریف پر اُنہوں نے غلبہ کرلیا۔اپنے کو حنبلی مذہب کی طرف منسوب کرتے تھے لیکن ان کا عقیدہ تھا کہ صرف ہم ہی مسلمان ہیں اور جو ہمارے عقیدے کے خلاف ہے وہ مشرک ہے اس لئے اُنہوں نے اہل سنت والجماعت کا قتل جائز سمجھا اور ان کے علماء کو قتل کیا۔ یہاں تک کہ اللہ نے وہابیوں کی شوکت توڑ دی اور ان کے شہروں کو ویران کر دیا اور اسلامی لشکروں کو ان پر فتح دی یہ واقعہ سنہ 1233 ہجری میں ہوا۔'

سیف الجبار وغیرہ میں ان کے مظالم بے شمار بیان فرمائے کہ

مکہ مکرمہ ومدینہ طیبہ میں بے گناہوں کو بے دریغ قتل کیا اور حرمین شریف میں رہنے والوں کی عورتوں اور لڑکیوں کے ساتھ زناء کیا۔ان کو غلام بنایا ان کی عورتوں کو اپنی لونڈیاں۔سادات ِکرام کو بہت قتل و غارت کیا۔مسجد نبوی شریف کے تمام قالین اور جھاڑ و فانوس اُٹھا کر لے نجد لے گئے۔تمام صحابہ کرام کی قبروں کو گرا کر زمین سے ملا دیا۔یہاں تک کہ یہ بھی ارادہ کیا کہ خاص گنبد خضریٰ جس کے گرد روزانہ صبح و شام ملائکہ صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں اس کو بھی گرا دیا جائے۔مگر جو شخص اس بُری نیت سے روضہ پاک پر گیا اس پر خدائے پاک نے ایک سانپ مقرر فرما دیا۔جس نے اس کو ہلاک کیا اور رب العالمین نے اپنے نبیؐ کی اس آخری

آرام گاہ کو ان سے محفوظ رکھا۔

غرضیکہ ان کے مظالم بے حد تکلیف دہ ہیں۔ جن کے بیان سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ یزید نے اہل بیعت کی دشمنی ان کی زندگی میں ہی کی۔ مگر تیرہ سو برس کے بعد صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کو ان کی قبروں میں ستانا ان وہابیوں ہی کے ہاتھ سے ہوا۔

اب بھی جو کچھ ابن سعود نے حرمین شریفین میں کیا وہ ہر حاجی پر روشن ہے کہ مکہ مکرمہ میں میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کسی صحابی کی قبر شریف کا نشان بھی نہیں ملتا کہ کوئی فاتحہ بھی پڑھ لے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت میں میں نے ایک شامیانہ لگا ہوا دیکھا جہاں کتے گدھے بے تکلف پھر رہے تھے۔ اس جگہ پہلے ایک قُبہ بنا ہوا تھا جہاں لوگ نمازیں پڑھتے تھے اور اس کی زیارت کرتے تھے یہ حضرت آمنہ خاتون کا مکان تھا اور اسی جگہ اسلام کا آفتاب چمکا۔ مگر اب اس کی یہ بیت حرمتی کی گئی قالیَ اَللّٰہُ المُشتَکی۔''

(''جاء الحق''، صفحہ نمبر 12-13)

انجمن سرفروشانِ اسلام، انٹرنیشنل